اجتہاد کا تاریخی پس منظر

(۲) اجتہاد استنباطی

(۹)

جناب مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ

اجتہاد استنباطی (جس میں زیادہ غور و فکر کرکے حکم کی علت نکالی جاتی اور پھر اسکی بنیاد پر مسئلہ کا حل تلاش کیا جاتا ہے) کو وسعت دینے کے لئے تزین اصول (قواعد و قوانین) کی تفصیل یہ ہے۔

ائمہ مجتہدین نے اجتہاد استنباطی کو منضبط کرنے کے لئے اس کے قواعد و قوانین کو تین اصطلاحوں کے تحت بیان کیا ہے۔

(۱) قیاس۔

(۲) استحسان اور

(۳) استدلال۔

قیاس کی لغوی و اصطلاحی تعریف | (۱) قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنا پیمائش کرنا۔ مطابق اور مساوی کرنا ہیں۔ چنانچہ "قاس الثوب بالذراع" کے معنی قدرہ جنّا ۶ ہے (کپڑے کی ذراع سے پیمائش کی) اسی طرح "یقاس فلان بفلان فی العلم والنسب" کے معنی یساویہ فی العلم والنسب (علم اور نسب میں وہ اس کے برابر ہے)

قیاس کی اصطلاحی تعریفیں یہ ہیں :-

تعدیۃ الحکم من الاصل الی الفرع بعلۃ متحدۃ لا تعرف بمجرد فهم اللغۃ[۱]

(اتحاد علت کی بنا پر اصل سے فرع کی طرف حکم منتقل کرنا یہ علت صرف لغت سے نہیں معلوم کی جاتی بلکہ کافی غور و خوض کے بعد نکالی جاتی ہے)

مساواۃ فرع الاصل فی علۃ حکمہ[۲]

فرع کو اصل کے برابر کرنا یہ برابری اصل کے حکم کی علت میں ہوتی ہے۔

فالقیاس الصحیح مثل ان تکون العلۃ التی علق بها الحکم فی الاصل موجودۃ فی الفرع من غیر معارض فی الفرع یمنع حکمها[۳]

قیاس صحیح مثلاً یہ ہے کہ جس علت پر اصل میں حکم کا مدار ہے وہی علت فرع میں موجود ہو اور فرع میں کوئی حادث ایسی نہ ہو جو اس میں حکم جاری ہونے کو روک سکے۔

دراصل سابق فیصلہ اور نظیر کی روشنی میں نئے مسائل حل کرنے کو قیاس کہتے ہیں نئے مسائل حل کرنے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جو مسائل موجود ہیں۔ ان کے الفاظ و معانی میں غور کرکے اجتہاد توضیحی (جس کے قواعد و قوانین کی تفصیل اوپر گذر چکی) کے ذریعہ انھیں حل کیا جائے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ موجودہ مسائل کے مفہوم میں کافی غور و فکر کرکے ان کی علت نکالی جائے اور پھر نئے مسئلہ کی علت تلاش کی جائے اگر دونوں کی علت میں برابری ہے تو پہلے سے جو حکم موجود ہے وہی حکم نئے مسئلہ میں جاری کیا جائے اس عمل استنباط

---

[۱] صدر الشریعۃ قاضی عبید اللہ بن مسعود۔ تنقیح الاصول الرکن الرابع فی القیاس ص۱۵۲ ابن بدران دمشقی شیخ عبد القادر بن احمد بن مصطفےٰ۔ المدخل الی مذہب الامام احمد بن حنبل الاصل الخامس

[۲] ابن تیمیہ تقی الدین احمد۔ و ابن قیم جوزیہ۔ القیاس فی الشرع الاسلامی۔

یا حکم میں جدید مسئلہ کو اصل مسئلہ کے برابر کرنے کا نام قیاس ہے۔

قیاس اور دلالت النص کا فرق یہ برابری دلالت النص میں بھی پائی جاتی ہے (جس کی تفصیل اوپر گذر چکی) لیکن دلالت النص میں علت نکالنے کے لئے زیادہ غور و فکر اور استنباط کی ضرورت نہیں ہوتی "حکم" لغوی مفہوم سے حاصل کرلیا جاتا اور علت بھی اسی سے سمجھ میں آجاتی ہے جبکہ قیاس میں علت کے لئے تنہا لغوی مفہوم کافی نہیں ہے بلکہ زیادہ غور و فکر اور استنباط کی ضرورت ہوتی ہے۔

مثلاً قرآن حکیم میں اولاد کے لئے حکم ہے:۔

فلا تقل لھما اُفٍّ [1] تم والدین کے لئے اُف (اونہہ) مت کہو

اس میں علت ایذا پہونچانا ہے اف (اونہہ) کہنا کم سے کم ایذا پہونچانے والی بات ہے جب اس کی ممانعت ہے تو زیادہ ایذا پہونچانے والی باتوں کی بدرجۂ اولی ممانعت ثابت ہوگی لیکن یہ لغوی مفہوم سے سمجھ میں آجاتا ہے نہ مزید غور و فکر کی ضرورت نہ

قیاس کی مثالیں قیاس کی چند مثالیں یہ ہیں:۔

(۱) قرآن حکیم میں دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنے کی ممانعت ہے حدیث میں پھوپھی و بھتیجی یا خالہ و بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنے کی ممانعت یہ مسائل اصل ہیں جن کی علت حرمت والے رشتوں کے درمیان قطع رحمی اور احترام کی خلاف ورزی ہے فقہاء نے اصل پر قیاس کرکے ممانعت کا یہ حکم ہر اُن عورتوں میں جاری کیا کہ اگر ان میں ایک مرد فرض کی جائے تو دوسرے کے ساتھ نکاح حرام قرار پائے کیونکہ قطع رحمی اور نسبی احترام کی خلاف ورزی کی وجہ علت مذکورہ رشتوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ [2]

---

[1] بنی اسرائیل ع ۳۔ [2] برہان الدین مرغینانی ہدایہ کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات

(۲) قرآن حکیم میں شراب پینے کی ممانعت ہے اور علت نشہ پیدا کرنا ہے فقہاء نے اس پر قیاس کر کے ہر اس نبیذ (کھجور منقی وغیرہ بھگو کر رکھ دیا جائے اور اس پر جھاگ آجائے) کو حرام قرار دیا جو نشہ پیدا کرے اگرچہ اس کا نام شراب نہ ہو۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک شخص خرید و فروخت کا معاملہ کر رہا ہے تو جب تک اس کی بات ختم نہ ہو جائے دوسرے کو خرید فروخت کا معاملہ کرنا جائز نہیں علت دوسرے پر زیادتی اور اس کو ایذا پہونچانا ہے فقہاء نے اس پر کرایہ کو قیاس کیا کہ اگر ایک شخص کرایہ کا معاملہ کر رہا ہے تو جب تک اس کی بات ختم نہ ہو جائے دوسرے کو کرایہ کا معاملہ کرنا جائز نہیں علت دونوں میں ایک ہے۔

قیاس کے ارکان | قیاس کے چار رکن ہے۔

اصل :- وہ جس کا حکم موجود ہے اس کا نام مقیس علیہ ہے۔

فرع :- وہ جس کا حکم معلوم کرنا ہے اس کا نام مقیس ہے۔

حکم :- وہ جس کو فرع میں جاری کرنا ہے۔

علت :- وہ جس کے پائے جانے پر فرع میں حکم کا ثبوت ہوتا ہے۔

اصل | (۱) قیاس کے لئے اصل کا ثبوت نص (قرآن و حدیث) سے ہونا ضروری ہے اجماع سے جو اصل ثابت ہو اس پر بھی قیاس کرنا صحیح ہے کیونکہ اس کا مدار بھی قرآن و حدیث ہی ہوتا ہے مثلاً نابالغ بچہ اور بچی کے مال میں ولایت (سرپرستی) کا ثبوت اجماع سے ہے کہ ولی (سرپرست) کے بغیر ان کا تصرف قابل عمل نہ ہوگا۔ فقہاء نے اس مالی ولایت پر نکاح کی ولایت کو قیاس کیا کہ نابالغ بچہ اور بچی کا نکاح ولی (سرپرست) کے بغیر درست نہ ہوگا۔ اسی طرح عاقل بالغ کو اپنے مال پر ولایت کا ثبوت اجماع سے ہے اس پر نکاح کی ولایت کو قیاس کیا گیا کہ ولی کو نکاح کے لئے عاقل بالغ پر جبر کرنے کا اختیار نہیں جس طرح عاقل بالغ کو مال میں تصرف کے لئے ولی کو جبر کا اختیار نہیں اسی طرح نکاح میں بھی

اختیار نہیں ہے۔

مالکیہ کے نزدیک جو "اصل" قیاس سے ثابت ہو اس پر بھی قیاس کرنا صحیح ہے کیونکہ حکم معلوم ہونے کے بعد "فرع" اپنی شکل میں نہیں باقی رہتا بلکہ اصل میں تبدیل ہوجاتا ہے جس پر دوسری فرع کو قیاس کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسا کہ ابن رشد کبیر (مشہور ابن رشد کے دادا) کہتے ہیں۔

اذا علم الحکم فی الفرع صار اصلاً ۱؎	جب فرع کا حکم معلوم ہوگیا تو وہ اصل میں تبدیل ہوگیا۔

لیکن یہ اسی صورت میں ہے جب کہ کتاب وسنت اور اجماع پر قیاس دشوار ہو

ولا یصح القیاس علی ما استنبط منها الا بعد تعذر القیاس علیها ۲؎	استنباط کئے ہوئے (فرع) پر قیاس اس وقت درست ہے جب کہ تینوں پر قیاس دشوار ہو۔

عام حنابلہ کے نزدیک قیاس سے ثابت شدہ "اصل" پر تو قیاس صحیح نہیں لیکن استحسان سے ثابت شدہ "اصل" پر قیاس کرنے کی اجازت ہے۔

ان یکون الاصل ثابتا بالکتاب او السنة او الاجماع او الاستحسان ۳؎	ضروری ہے کہ "اصل" کتاب، سنت، اجماع یا استحسان سے ثابت ہو۔

بعض حنابلہؒ کے نزدیک بھی قیاس سے ثابت شدہ اصل پر قیاس کرنے کی اجازت ہے۔

وقال بعض اصحابنا یجوز القیاس علی ما ثبت بالقیاس لانه لما ثبت صار اصلا فی نفسه فجاز القیاس علیه کالمنصوص ۴؎	ہمارے بعض اصحاب کے نزدیک قیاس سے جو ثابت ہو اس پر قیاس کرنا جائز ہے کیونکہ جب ثابت ہوگیا تو وہ "اصل" میں تبدیل ہوگیا اس پر منصوص کی طرح قیاس جائز ہے

۱؎ ابن رشد قرطبی ابو الولید محمد بن احمد بن احمد، المقدمات الممہدات ج ۱ ص ۲۲ و ۲۳۔ ۲؎ اصول الفقہ (ابو زہرہ) القیاس۔ (بقیہ صفحہ ۲۰ پر)

فرع (۲) "فرع" کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ثبوت نہ اثبات میں ہو اور نہ نفی میں ہو اثبات میں ہوگا تو قیاس کی ضرورت نہ ہوگی نفی میں ہوگا تو قیاس صحیح نہ ہوگا۔

نزول کے لحاظ سے فرع اصل پر مقدم نہ ہو اگر ایسا ہوگا تو قیاس درست نہ ہوگا، مثلاً نیت کے وجوب میں وضوء کو تیمم پر قیاس کرنا صحیح نہیں کہ جس طرح تیمم میں نیت فرض ہے اسی طرح وضوء میں بھی ہے۔ کیونکہ وضوء کا حکم ہجرت سے پہلے نازل ہوا اور تیمم کا حکم ہجرت کے بعد نازل ہوا۔

حکم (۳) حکم کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی فرد کے ساتھ خاص نہ ہو اگر خاص ہوگا تو اس پر قیاس درست نہ ہوگا مثلاً حضرت خزیمہؓ (صحابی) کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا:-

من شهد له خزيمة فحسبه[1] خزیمہ جس کی شہادت دے وہ کافی ہے

حالانکہ شہادت کے لئے دو ہونا چاہئے تنہا ایک شخص کافی نہیں ہے۔

اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے اونٹ خریدا اور اس کی قیمت بھی ادا کر دی لیکن اعرابی نے قیمت کی ادائیگی سے انکار کیا اور کہا کہ گواہ لاؤ۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ میرا گواہ کون ہے حضرت خزیمہؓ نے کہا کہ میں آپ کا گواہ ہوں آپ نے اعرابی کو اونٹ کی قیمت دیدی ہے۔ رسول اللہ نے سوال کیا کہ تم کیسے گواہی دیتے ہو جبکہ ادائیگی کے وقت موجود نہ تھے خزیمہؓ نے جواب دیا کہ جب میں آپ کی ان باتوں میں تصدیق کرتا ہوں جن کو آسمان سے لائے ہیں تو کیا اس میں تصدیق نہ کروں جو آپ زمین پر ادائیگی قیمت کے بارے میں فرمارہے ہیں[5]

(بقیہ صفحہ)

[3] شاکر حنبلی۔ اصول الفقہ الاسلامی شروط القیاس [4] المقدسی۔ عبداللہ بن احمد بن قدامہ روضۃ الناظر وجنۃ المناظر باب ارکان القیاس حاشیہ صفحہ ہذا [1] کتب اصول فقہ

حکم قیاسی ہونا چاہئے غیر قیاسی میں درست نہ ہوگا۔ مثلاً۔
عبادات :۔ نماز کی رکعتوں کی تعداد۔ روزہ کے دنوں کی گنتی۔ مناسک حج۔ زکوۃ کی مقدار نصاب کی حدبندی وغیرہ۔
عقوبات :۔ وہ سزائیں جو مقرر ہیں (حدود مقررہ)
کفّارات :۔ روزہ اور قسم وغیرہ کے کفارات میں جو مقدار مقرر ہے۔
فروض :۔ وہ حصے جو رشتہ داروں (اصحاب فروض) کے مقرر ہیں۔
یہ غیر قیاسی شمار ہوتے ہیں۔ ان میں قیاس درست نہیں ہے۔ امام شافعیؒ۔ احمد بن حنبل اور بعض دوسرے حضرات کے نزدیک حدود و کفّارات میں قیاس درست ہے مثلاً چور کی مقررہ سزا پر کفن چور کو قیاس کرنا صحیح ہے۔ محفوظ جگہ سے خفیہ طریقہ سے مال چرانا (علت) دونوں میں مشترک ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ قیاس درست نہیں ان کے نزدیک قبر محفوظ جگہ میں شمار ہونے کے لائق نہیں۔ اسی طرح روزہ کے توڑ دینے کی وجہ سے کفارہ واجب ہوا لیکن اس کے ادا کرنے سے پہلے دوسرا روزہ توڑ دیا اور اس پر بھی کفارہ واجب ہوا۔ تو امام مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک ہر دن کا علیحدہ علیحدہ کفارہ ادا کرنا پڑے گا انھوں نے ہر دن کو مستقل حیثیت دیکر دو رمضان پر قیاس کیا گویا کہ دو رمضان کے دو روزوں پر کفارہ واجب ہوا۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک صرف ایک کفارہ ادا کرنا کافی ہوگا۔ [1]

احناف کا مسلک حدود کفارات میں قیاس کا نہیں ہے لیکن ان کے یہاں بھی بعض مثالیں موجود ہیں مثلاً رمضان کے روزہ کی حالت میں قصداً جماع کرنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے اس پر قیاس کرکے قصداً کھا پی لینے سے کفارہ واجب قرار دیا گیا۔

[1] ڈاکٹر مصطفی سعید الخن اثر الاختلاف فی القواعد الاصولیۃ القیاس جریان القیاس فی الحدود والکفارات۔

اسی طرح حرم میں قصداً شکار کو قتل کر دے تو اس پر کفارہ ہے اس پر قتل خطاء کو قیاس کر کے اس میں بھی کفارہ واجب کیا گیا۔ احناف نے ان صورتوں کی اگرچہ دوسری توجیہ کی ہے لیکن قیاس کے دائرہ سے خارج نہ ہوسکیں۔

حکم اگرچہ قیاسی ہو لیکن اس کی نظیر خارج میں نہ ہو تو اس پر بھی قیاس درست نہیں۔ سفر کی وجہ سے جو سہولت مسافر کو حاصل ہے اس پر کسی کو قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ سفر (علت) اور کسی میں نہیں پایا جاتا۔

حکم "شرعی" ہونا چاہئے لغوی امور میں قیاس درست نہیں جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے۔ چنانچہ لواطت کو زناء پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے بعض کے نزدیک صحیح ہے۔ [1]

حکم منسوخ نہ ہو کیونکہ اس میں منتقل ہونے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔

حکم احکام کلیہ سے مستثنیٰ نہ ہو کہ جس کی بناء پر اسکو خلاف قیاس کہا جاتا ہو۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع سَلَم کی اجازت دی اس میں اس شی کی بیع پائی جاتی ہے جو اس وقت موجود نہیں ہے حالانکہ رسول اللہ نے جو شی موجود نہ ہو اسکی بیع سے منع فرمایا۔

بیع سَلَم کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی کو دس روپیہ دے اور اس کے عوض چار ماہ بعد (فصل کٹنے پر) فلاں ماہ فلاں تاریخ میں فی روپیہ دو سیر گیہوں کے حساب سے بیس سیر گیہوں لے

یہ معدوم (جو شی موجود نہیں ہے) کی بیع ہے جس کی قاعدہ کے مطابق اجازت نہ ہونی چاہئے لیکن رسول اللہ نے عام ضرورت کے تحت خلاف قیاس اس کی اجازت مرحمت فرمائی۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر کسی اور صورت کو قیاس کرنا جائز نہیں

[1] ڈاکٹر مصطفیٰ سید الحسن اثر الاختلاف فی القواعد الاصولیۃ القیاس جریان القیاس فی الحدود والکفارات

لیکن جمہور فقہاء امام شافعیؒ امام احمدؒ وغیرہ کے نزدیک اس پر بھی قیاس کرنا جائز ہے مثلاً آم کی فصل بیچنے کا رواج ہے معاملہ کے وقت آم اس قابل نہیں ہوتا کہ اس سے پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک عام قاعدہ کے مطابق یہ بیع آم پکنے تک کیلئے ناجائز ہے بیع سلم پر اس کو قیاس کرنا درست نہیں لیکن جمہور فقہاء کے نزدیک بیع سلم پر قیاس کرکے یہ بیع درست ہے۔ کیونکہ دونوں کی علت (لوگوں کی ضرورت اور رواج) میں اشتراک ہے۔

وقالوا انما ننظر الی شروط القیاس فما علمت علته الحقنا به ما شارکه فی العلة سواء قیل انه علی خلاف القیاس اولم یقل ۱

جمہور فقہاء نے کہا ہے کہ ہم قیاس کی شرطوں کو دیکھیں گے جس کی علت معلوم ہوگی ہم اس کے ساتھ ان سبکو شامل کردیں گے جو علت میں شریک ہیں خواہ اس کو خلاف قیاس کہا گیا ہو یا نہ کہا گیا ہو۔

۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عرایا کی اجازت دی۔ اس میں ایک جنس کی بیع اسی جنس کے بدلہ کمی بیشی کے ساتھ ہوتی ہے حالانکہ رسول اللہ نے جنس کی بیع جنس کے بدلہ کمی بیشی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

"عرایا" کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص پھل کھانے کے لئے کسی کو عاریۃً کھجور کا درخت دیتا لیکن باغ میں آمد و رفت کی وجہ سے مالک کو تکلیف ہوتی اس بناء پر وہ درخت واپس لے کر اس کے عوض تخمینہ سے خشک کھجور دیدیتا تھا۔ اس میں بعض ایسی باتیں پائی جاتی ہیں کہ جنکی بناء پر عام قاعدہ کے مطابق اجازت نہ ہونی چاہیے لیکن رسول نے خلاف قیاس لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر اجازت مرحمت فرمائی۔

---

۱ ابن تیمیہ و ابن قیم۔ القیاس فی الشرع الاسلامی۔ ماعقدوه علی خلاف القیاس نوعان۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر قیاس کرنا جائز نہیں لیکن جمہور فقہاء کے نزدیک علت مشترک ہونے کی صورت میں قیاس کی اجازت ہے مثلاً انگور کو کھجور پر قیاس کرنا صحیح ہے اگر کوئی عاریتہً انگور کا درخت دے اور اس سے مالک کو تکلیف ہوتی ہو تو وہ انگور کے عوض کشمش دے کر درخت واپس لے سکتا ہے۔

قیاس کے لئے حکم میں عزیمت کی قید نہیں ہے۔ رخصت والے حکم میں بھی قیاس کی اجازت ہے عزیمت سے مراد وہ حکم ہے جو کسی زمانہ شخص اور حالت کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ عام حکم ہو جیسے شراب کی حرمت۔ وراثت سے قاتل کی محرومی وغیرہ۔

رخصت سے مراد وہ حکم ہے جو سہولت و آسانی کی غرض سے کسی زمانہ یا شخص و حالت کے لئے ہو جیسے شدید ضرورت کی بنار پر شراب استعمال کرنے کی اجازت یا اضطرار کی حالت میں حرام چیزوں کی اباحت وغیرہ [۵۴]

علت (۴) علت پر چونکہ حکم کا مدار ہے اور اس کی بحث زیادہ پرپیچ بھی ہے اس بنار پر فقہار نے نہایت تفصیل کیساتھ اس پر بحث کی ہے راقم کی کتاب "فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر" میں بڑی حد تک یہ تفصیل مل جائے گی یہاں صرف سرسری تعارف پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

فقہار نے احکام کا تعلق چار چیزوں سے بیان کیا ہے۔

(۱) علت (۲) سبب (۳) شرط اور (۴) علامت۔ ان میں سے ہر ایک کی تعریف اور باہمی فرق یہ ہے۔

علت لغت میں اس "عارض" کو کہتے ہیں جو محل کے وصف میں تغیر پیدا کرے بیماری کو علت اسی بنار پر کہتے ہیں کہ انسان (محل) کی صحت (وصف) میں وہ تغیر پیدا کرتی ہے فقہار کی اصطلاح میں جس (عارض) کے پائے جانے کے وقت حکم کا ثبوت ہوا سے

---

[۵۴] عبدالوہاب خلاف۔ مصادر التشریع الاسلامی فیما لانص فیہ الطرف الاول القیاس۔

علت کہتے ہیں اس کی تعریف یہ ہے ۔

ماشرع الحکم عند وجودہ لا بہ [1] حکم کا ثبوت اسکے پائے جانے کے وقت ہو اس کے سبب سے حکم کا ثبوت نہ ہوا ہو۔

مایضاف الیہ وجوب الحکم ابتداءً [2] جس کی طرف حکم کا ثبوت ابتداءً منسوب کیا جائے

حکم کی نسبت کبھی سبب وغیرہ کی طرف بھی ہوتی ہے لیکن وہ علت ہی کے واسطہ سے ہوتی ہے لیکن حکم کے ثبوت کی نسبت صرف علت کی طرف کی جاتی ہے اگر سبب وغیرہ کی طرف نسبت ہوتی تو وہ اس وقت علت کے درجہ میں ہوتے ہیں ۔

(۲) سبب کے لغوی معنی وہ راستہ اور طریقہ ہے جو مقصود تک پہونچاتا ہے قرآن حکیم میں ہے ۔

وآتیناہ من کل شئی سببا [3] (وہ ہم نے اسکو ہر طرح کا ساز و سامان دیا تھا)

یعنی ایسا طریقہ جو حکمرانی تک اسکو پہونچانے والا تھا ۔ ای طریقا موصلا الیہ [4]

فقہاء کی اصطلاح میں حکم تک پہونچنے کے راستہ اور طریقہ کو سبب کہتے ہیں

مایکون طریقاً الی الحکم [5] ۔

(۱) راستہ اور (۲) راستہ پر چلنا الگ الگ دو چیزیں ہیں راستہ سبب ہے اور چلنا علت ہے پہونچنے (حکم) کی نسبت چلنے کی طرف ہوگی نہ کہ راستہ کی طرف۔ پہونچنا اسی وقت پایا جائے گا جب کہ چلنا پایا جائے، راستہ ہزار موجود ہی چلے بغیر وہ نہیں طے ہو سکتا ۔

رسی (سبب) ڈول اور کنواں سب موجود ہیں لیکن پانی نکالنے کی نسبت انسان کے فعل (علت) کی طرف ہوگی نہ کہ رسی ڈول کی طرف اور اگر ان کی طرف کبھی نسبت کی گئی تو انسانی

---

[1] ابن امیر الحاج ۔ التقریر والتحبیر بحث قیاس [2] عبدالعزیز بن احمد غایۃ التحقیق شرح حسامی اتمام الثانی فاس بعۃ [3] الکہف ع ۱۱ [4] و [5] غایۃ التحقیق حوالہ بالا ۔

فعل کے واسطہ سے ہوگی۔

كل ما كان طريقا الى الحكم بواسطة يسمى — کسی واسطہ سے حکم تک پہونچنے کا جو راستہ ہو

له سببا ويسمى الواسطة علة [1] — وہ سبب ہے اور واسطہ علت ہے۔

(۳) شرط کے معنی لغت میں ایسی علامت کے ہیں جن پر شی کا وجود موقوف ہو اور فقہار کی اصطلاح میں وہ ہے کہ جس پر حکم کا وجود موقوف ہو۔

ما يضاف الحكم اليه وجودا عنده [2] — وہ شے جس کے وجود کے وقت حکم کے وجود کی نسبت کی جائے۔

حکم کا وجود (پایا جانا) اور شی ہے حکم کا ثبوت (ثابت وقائم ہونا) دوسری شی ہے شرط پر حکم کا وجود موقوف ہوتا اور علت پر حکم کا وجوب (ثبوت) موقوف ہوتا ہے ان تینوں سے حکم کے تعلق کو فقہار نے اس طرح بیان کیا ہے۔

الحكم يتعلق بسببه ويثبت بعلته ويوجد عند شرطه [3] — حکم اپنے سبب سے تعلق رکھتا ہے اپنی علت سے ثابت ہوتا ہے اور اپنی شرط سے وجود میں آتا ہے

(۴) علامت کے معنی نشان کے ہیں جیسے راستہ اور مسجد کے لئے "منارہ" نشان کا کام دیتا ہے فقہار کی اصطلاح میں حکم کے وجود کا پتہ (نشان دینے والی شے کو "علامت" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اى ما يعرف وجود الحكم من غير ان يتعلق به وجوده ولا وجوبه [4] — وہ شے جو حکم کے وجود کا پتہ دے نہ حکم کے وجود سے تعلق رکھے اور نہ ثبوت سے تعلق رکھے۔

سبب اور علامت اس معاملہ میں برابر ہیں کہ حکم کا وجود اور وجوب (ثبوت)

---

[1] الشاشی نظام الدین۔ اصول الشاشی بحث قیاس [2] عبدالعزیز بن احمد غایۃ التحقیق حوالہ بالا۔

[3] الشاشی نظام الدین۔ اصول الشاشی بحث قیاس۔ [4] غایۃ التحقیق واما العلامۃ۔

ان دونوں پر موقوف نہیں ہوتا۔ سبب حکم تک پہونچنے کا راستہ وطریقہ ہے اور علامت
صرف نشان کا کام دیتی ہے۔ البتہ شرط اور علت میں یہ فرق ہے کہ شرط سے حکم کا وجود ہوتا
اور علت سے اس کا ثبوت (وجوب) ہوتا ہے۔

اس طرح ان چاروں سے حکم کے تعلق کی نوعیت میں فرق ہے۔

علت سے حکم کے ثبوت کا تعلق ہے کہ اس کے بغیر حکم ثابت نہیں ہوتا
سبب سے حکم کے لئے ذریعہ کا تعلق ہے کہ اس کے بغیر حکم تک پہونچا نہیں جا سکتا۔
شرط سے حکم کے وجود کا تعلق ہے کہ اس کے بغیر حکم وجود میں نہیں آتا۔
علامت سے حکم کی نشاندہی کا تعلق ہے کہ اس کے بغیر حکم کے وجود کا پتہ نہیں ملتا۔

علت کی پہچان | علت سبب شرط وغیرہ کی معرفت اور ان میں امتیاز کی صلاحیت دراصل
مہارت و تجربہ سے حاصل ہوتی ہے ایک عرصہ تک انداز بیان۔ تکرار۔ مدار وموقوف علیہ
اور موقع ومحل میں غور وفکر کرتے رہنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں علت سبب اور شرط
کون ہیں؟ اور کون نہیں؟ مثلاً جب ہم بار بار دیکھتے ہیں کہ لوگ لکڑی کی ایک
شکل بناتے ہیں جس کا وہ تخت نام رکھتے ہیں تو اس کی ساخت پر غور وفکر سے
لکڑی کی نوعیت بڑھئی کا عمل تخت کے جوڑ بند ایک خاص شکل وہیئت کے ساتھ ذہن
میں آتے ہیں اور ہر ایک کا اس کی حیثیت کے مطابق علیحدہ علیحدہ نام تجویز کرتے ہیں یعنی یہی
شکل احکام کی ہوتی ہے۔ مثلاً جب بار بار دیکھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی
نماز رکوع اور سجدہ سے خالی نہیں ہوتی تو سمجھ لیا گیا کہ یہ نماز کے رکن ہیں کوئی نماز وضو کے
بغیر نہیں پڑھی گئی تو معلوم ہوا کہ وضو نماز کے لئے شرط ہے اور ہر نماز وقت پر پڑھی گئی تو
اس سے پتہ چلا کہ وقت اس کی علت ہے۔

ظاہر ہے کہ اس کام کے لئے بڑی محنت، دقتِ نظر اور دیدہ ریزی کی ضرورت ہے
کسی شے کو سمجھنا اور اس کے ہر ہر جزء کا مناسب مقام متعین کرنا ہر شخص کے بس کی بات
نہیں ہے۔ فقہاء نے سہولت کے لئے کچھ اصول وضوابط اور طریقے مقرر کر دئے ہیں۔ جن سے